

تبیان القرآن

علامہ غلام رسول سعیدی

شیخ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ کراچی۔ ۳۸

فرید نیکو شال (مجموعہ)

۳۸۔ اردو بازار لاہور

و اگر کیا پھر حافظ ابن کثیر سے یہ نقل کیا ہے کہ اگر اس کی سند حضرت ابن عباس تک صحیح ہے تو پھر یہ اسرائیلیات سے ہے۔

(القد صبح اللہ ص ۱۷۷ اور کتاب اللہ ص ۱۷۷)

حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ نے اس اثر کا ذکر امام ابن جریر، امام ابن ابی حاتم، امام حاکم اور ابن کیسجی کے ساتھ اور امام بیہقی کی "شعب الایمان" اور "کتاب الاسماء والصفات" کے حوالوں سے کیا ہے۔

(الدر المنثور ج ۸ ص ۱۹۷ و احیاء التراث العربی ج ۲ ص ۲۷۱)

علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں:

علامہ ابو العین النسی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس اثر کو موضوع قرار دیا ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ اس اثر کے صحیح ہونے میں کوئی عقلی اور شرعی مانع نہیں ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ ہر زمین میں ایک حقوق ہے جس کی ایک اصل ہے جیسے ہماری زمین میں ہماری ایک اصل ہے اور وہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور ہر زمین میں ایسے افراد بھی ہیں جو دوسروں سے ممتاز ہیں جیسے ہماری زمین میں حضرت نوح اور حضرت ابراہیم وغیرہ ہیں۔ (روح المعانی ج ۲۸ ص ۲۱۱ و اقلیدس ج ۱ ص ۱۹۱)

مولانا عبدالحی نکلونی متوفی ۱۳۰۳ھ لکھتے ہیں:

ایماء الزمان نے اس حدیث کو قبول کرنے میں بہت مبالغہ کیا ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کے راوی بخروج ہیں اور ملعون ہیں پھر انہوں نے اس کی تقویت کے لیے امام ابن جریر، امام ابن ابی حاتم، امام حاکم، امام بیہقی اور دوسرے علماء کے نام لیے ہیں جن کا ہم تفصیل سے ذکر کر چکے ہیں۔ (الزجر اناس علی الآثار ابن عباس ص ۵ مجموعۃ الرسائل نکلونی ج ۱ ص ۱۲۳ و اقلیدس ج ۱ ص ۱۹۱)

یہاں تک ہم نے مستند ائمہ اور علماء کی عبادات سے یہ واضح کیا ہے کہ حضرت ابن عباس کے اس اثر کے صحیح ہونے میں کافی اختلاف ہے سند کے علاوہ اس اثر کے متن پر بھی اشکال ہے اور وہ یہ ہے:

اثر ابن عباس پر اشکال

حضرت ابن عباس کے اس اثر پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ اگر ہر زمین میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں اور خاتم النبیین ہوں اور اگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہیں تو آپ خاتم النبیین نہ رہے کیونکہ آپ کے بعد ان زمینوں میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور اگر ان زمینوں میں آپ سے پہلے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں تو پھر وہ خاتم النبیین نہ رہے کیونکہ ان کے بعد آپ کی نبوت ہے اور جب وہ خاتم النبیین نہیں ہیں تو پھر آپ کی مثل نہ ہوئے حالانکہ ان اثر میں یہ ہے کہ ہر زمین میں تمہارے نبی کی مثل نبی ہے۔

اشکال مذکور کا جواب مولانا قصوری سے

مولانا غلام وحید قصوری نے اس اشکال کے جواب میں لکھا ہے کہ ہر ایک کی خاتمیت انسانی ہے یعنی ان زمینوں میں نبی نہیں ہیں ان کی خاتمیت ان زمینوں کے اعتبار سے ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت اس زمین میں مبعوث ہونے والے انبیاء کے اعتبار سے ہے۔

مولانا قصوری کا یہ جواب اس لیے صحیح نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت انسانی نہیں ہے بلکہ استغراقی ہے اور آپ کی خاتمیت قرآن مجید سے ثابت ہے اور قطعی اور یقینی ہے جبکہ اس اثر کی صحت ظنی ہے۔ اس ظنی اثر کی وجہ سے قرآن مجید میں انبیاء کے عموم اور استغراق کو کم کرنا صحیح نہیں ہے۔

روسیداو تاریخی مناظرہ بہاولپور

ماہنامہ

علماء اہل سنت و علماء دیوبند

تقدیس الوکیل

عن

توہین الرشید و الخلیل

مؤلف و مرتبہ

حضرت مولانا ابو عبد الرحمن غلام دہگنگیر ہاشمی نقشبندی قصوری نور اللہ مرقومہ

نوری کتب خانہ

نور جات مسجد نوری بالکابل دیوبند اشرفیہ

و اگر کیا پھر حافظ ابن کثیر سے یہ نقل کیا ہے کہ اگر اس کی سند حضرت ابن عباس تک صحیح ہے تو پھر یہ اسرائیلیات سے ہے۔

(القد صبح اللہ ص ۱۷۱ اور کتاب اللہ ص ۱۷۱)

حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ نے اس اثر کا ذکر امام ابن جریر، امام ابن ابی حاتم، امام حاکم اور ابن کیسگی کے ساتھ اور امام بیہقی کی "شعب الایمان" اور "کتاب الاسماء والصفات" کے حوالوں سے کیا ہے۔

(الدر المنثور ج ۸ ص ۱۹۷ و احیاء التراث العربی ج ۲ ص ۲۷۱)

علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں:

علامہ ابو العین النسی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس اثر کو موضوع قرار دیا ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ اس اثر کے صحیح ہونے میں کوئی عقلی اور شرعی مانع نہیں ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ ہر زمین میں ایک حقوق ہے جس کی ایک اصل ہے جیسے ہماری زمین میں ہماری ایک اصل ہے اور وہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور ہر زمین میں ایسے افراد بھی ہیں جو دوسروں سے ممتاز ہیں جیسے ہماری زمین میں حضرت نوح اور حضرت ابراہیم وغیرہ ہیں۔ (روح المعانی ج ۲۸ ص ۲۱۱ و اقلیدس ج ۱ ص ۱۹۱)

مولانا عبدالحی نکلونی متوفی ۱۳۰۳ھ لکھتے ہیں:

ایماء الزمان نے اس حدیث کو قبول کرنے میں بہت مبالغہ کیا ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کے راوی بخروج ہیں اور ملعون ہیں پھر انہوں نے اس کی تہویت کے لیے امام ابن جریر، امام ابن ابی حاتم، امام حاکم، امام بیہقی اور دوسرے علماء کے نام لیے ہیں جن کا ہم تفصیل سے ذکر کر چکے ہیں۔ (الزجران ص ۱۱۱ اور الرسائل النکوی ج ۱ ص ۱۲۳ و القرآن کریم ج ۱ ص ۱۷۱)

یہاں تک ہم نے مستند ائمہ اور علماء کی عبادات سے یہ واضح کیا ہے کہ حضرت ابن عباس کے اس اثر کے صحیح ہونے میں کافی اختلاف ہے سند کے علاوہ اس اثر کے متن پر بھی اشکال ہے اور وہ یہ ہے:

اثر ابن عباس پر اشکال

حضرت ابن عباس کے اس اثر پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ اگر ہر زمین میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں اور خاتم النبیین ہوں اور اگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہیں تو آپ خاتم النبیین نہ رہے کیونکہ آپ کے بعد ان زمینوں میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور اگر ان زمینوں میں آپ سے پہلے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں تو پھر وہ خاتم النبیین نہ رہے کیونکہ ان کے بعد آپ کی نبوت ہے اور جب وہ خاتم النبیین نہیں ہیں تو پھر آپ کی مثل نہ ہوئے حالانکہ ان اثر میں یہ ہے کہ ہر زمین میں تمہارے نبی کی مثل نبی ہے۔

اشکال مذکور کا جواب مولانا قصوری سے

مولانا قاسم دیکھیر قصوری نے اس اشکال کے جواب میں لکھا ہے کہ ہر ایک کی خاتمیت انسانی ہے یعنی ان زمینوں میں نبی نہیں ہیں ان کی خاتمیت ان زمینوں کے اعتبار سے ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت اس زمین میں مبعوث ہونے والے انبیاء کے اعتبار سے ہے۔

مولانا قصوری کا یہ جواب اس لیے صحیح نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت انسانی نہیں ہے بلکہ استغراقی ہے اور آپ کی خاتمیت قرآن مجید سے ثابت ہے اور قطعی اور یقینی ہے جبکہ اس اثر کی صحت ظنی ہے۔ اس ظنی اثر کی وجہ سے قرآن مجید میں انبیاء کے عموم اور استغراق کو کم کرنا صحیح نہیں ہے۔

اُستاد تھے، اب ان مخالفین حق سے جو وہ مخالفت ہوئے اور اُن کے مرشد رشید احمد بد گرفت کرنے لگے تو سخن حق کی تلخی سے اُن کے اخبار کا حوالہ ناپسند آیا حالانکہ اس عربی اخبار کے پڑھنے والے یقین کرتے ہیں، کہ وہ اخبار مسائل شرعیہ کی تحقیق میں عجیب تر چیز ہے۔

ایب فقیر متعلق اس مسئلہ کے اُن کی کلام نقل کرتا ہے، تاکہ ناظرین اس کا رتبہ معلوم کریں۔

مولینا فیض الحسن سہارنپوری کی یوبندی اعتقاد پر گرفت

ساتویں سال کی پہلی اخبار "شفاء الصدور" میں کہتے ہیں کہ :-

ابتداء اور وسط اور انتہا حقیقی بھی ہوتا ہے اور عرفی بھی خواہ کم متصل یا منفصل میں متحقق ہو اُن کے عرفی اور اضافی کا تعدد محال نہیں مگر حقیقی کا تعدد کم معین کی طرف نسبت کرنے سے سطح ہو خواہ خط ہو خواہ جسم متعین ہے، اس لئے کہ شایع تہذیب نے کہا ہے کہ بسم اللہ میں ابتداء حقیقی پر محمول ہے، اور حمد کی حدیث میں

اصل عبارت شفاء الصدور۔ ان کلام من الابتداء والوسط والانتہاء
 یكون حقیقاً و عرفیاً سواء تحقق فی الکمر التصل اولکم المنفصل والعرفی و
 الاضافی منها لا استحالۃ فی تعددہ و اما الحقیقی منها فیمتنع تعددہ با
 لاضافۃ الی کم معین سطحاً کان او خطاً و اجتمعا و لذلک قال شایع
 التہذیب ان الابتداء فی التسمیۃ محمول علی الحقیقی و فی حدیث التعلیم



دیوبندیت کے بطلان کا انکشاف

only admins can send messages



علمائے حرمین شریفین کا عقیدہ بھی
یہی تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے مثل چھ خاتم النبیین اور بھی
بالفعل موجود ہیں کیونکہ انہوں نے اس
کتاب کی تائید فرمائی ہے جیسے حسام
الحرمین کا مسئلہ ہے

لگائیں فتویٰ ان سب پر اور ان کو
بھی اسلام سے فارغ کریں

- (۹) حضرت مولانا عبدالسبحان، مدرس دوم مدرسہ ہندیہ، مکہ مکرمہ۔
 (۱۰) حضرت مولانا حافظ عبداللہ سندھی متعلوی متاری، شاگرد و مرید شیخ الدلائل حضرت مولانا شاہ محمد عبدالحق آبادی، مکہ مکرمہ۔
 (۱۱) حضرت مولانا امام الدین احمد، شاگرد و مرید شیخ الدلائل حضرت مولانا محمد عبدالحق آبادی مہاجرکی۔
 (۱۲) شیخ الدلائل حضرت مولانا حافظ محمد عبدالحق آبادی مہاجرکی، مکہ مکرمہ۔
 (۱۳) شیخ الشان حضرت مولانا خدی محمد عبداللہ فاروقی چشتی، تھانوی، مہاجرکی۔
 (۱۴) شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد انوار اللہ فاروقی حیدر آبادی۔
 (۱۵) حضرت مولانا نور الدین، مکہ مکرمہ۔
 (۱۶) حضرت مولانا سید حمزہ، مرید حاجی امداد اللہ مہاجرکی۔
 (۱۷) حضرت مولانا محمد سعید، مدرس مدرسہ صولتیہ، مکہ مکرمہ۔
 (۱۸) حضرت مولانا سید اعظم حسین، مدرس مدرسہ صولتیہ، مکہ مکرمہ۔
 (۱۹) حضرت مولانا عصمت علی، مدرس مدرسہ صولتیہ، مکہ مکرمہ۔
 اب ذیل میں ہم ان میں سے بعض علمائے کرام و مشائخ طریقت کے حالات پر کچھ روشنی ڈالتے ہیں

(۱) پایہ حریم شریفین حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجرکی

(م ۳۰۸ھ):

آپ کا نسب تعلق قصبہ کیرانہ ضلع مظفرنگر (یو. پی.) کے معروف عثمانی خانوادے سے ہے، والد کا نام ظیل الرحمن بن نجیب اللہ تھا۔ کیونکہ ہی میں جمادی الاولیٰ ۱۲۳۳ھ میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر اپنے بزرگوں سے حاصل کی۔ پھر دہلی گئے جہاں ان کے والد مہاراجہ ہندو وا بہادر کے میشری تھے۔ وہیں مولانا محمد حیات پنجابی اور مولانا عبدالرحمن

- (۹) حضرت مولانا عبد السبحان، مدرس دوم مدرسہ ہندیہ، مکہ مکرمہ۔
 (۱۰) حضرت مولانا حافظ عبد اللہ سنگی متعلوی متاری، شاگرد و مرید شیخ الدلائل
 حضرت مولانا شاہ محمد عبد الحق الہ آبادی، مکہ مکرمہ۔
 (۱۱) حضرت مولانا امام الدین احمد، شاگرد و مرید شیخ الدلائل حضرت مولانا محمد عبد
 الحق الہ آبادی مہاجر کی۔
 (۱۲) شیخ الدلائل حضرت مولانا حافظ محمد عبد الحق الہ آبادی مہاجر کی، مکہ مکرمہ۔
 (۱۳) شیخ الدلائل حضرت مولانا حاجی محمد امد اللہ فاروقی چشتی، تھانوی، مہاجر کی۔
 (۱۴) شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد انوار اللہ فاروقی حیدر آبادی۔
 (۱۵) حضرت مولانا نور الدین، مکہ مکرمہ۔
 (۱۶) حضرت مولانا سید حمزہ، مرید حاجی امد اللہ مہاجر کی۔
 (۱۷) حضرت مولانا محمد سعید، مدرس مدرسہ صولتیہ، مکہ مکرمہ۔
 (۱۸) حضرت مولانا سید اعظم حسین، مدرس مدرسہ صولتیہ، مکہ مکرمہ۔
 (۱۹) حضرت مولانا عصمت علی، مدرس مدرسہ صولتیہ، مکہ مکرمہ۔
 اب ذیل میں ہم ان میں سے بعض علمائے کرام و مشائخ طریقت کے حالات پر کچھ
 روشنی ڈالتے ہیں

(۱) پایہ حریم شریفین حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر کی

(۳۰۸ھ)

آپ کا نسب تعلق قصبہ کیرانہ ضلع مظفرنگر (یو. پی.) کے معروف عثمانی خانوادے سے ہے
 ، والد کا نام ظلیل الرحمن بن نجیب اللہ تھا۔ کیونکہ ہی میں جمادی الاولیٰ ۱۲۳۳ھ میں آپ کی
 پیدائش ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر اپنے بزرگوں سے حاصل کی۔ پھر وہابی گئے جہاں ان کے
 والد مہاراجہ ہندو وافر بہادر کے میشر تھے۔ وہیں مولانا محمد حیات پنجابی اور مولانا عبد الرحمن

فتاویٰ افریقہ

اعلیٰ حضرت
مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی

نذیر سنز پبلشرز
۳۰۔ سٹے اردو بازار ○ لاہور

فی الاسلام سنة حسنة وعبارات ائمہ سے گذرا۔ والمحمد مثر رب العالمین۔ تعظیم حضور پر نور
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدار ایمان ہے اس کا منکر قطعاً کافر مگر یہ نفس تعظیم میں ہے۔ افعال
تعظیم میں جس کا ثبوت ضروریات دین سے ہے جیسے درود و سلام اس کا منکر مرتد کافر
یا جس کا ثبوت قطعی ہو اگرچہ بدیہی نہ ہو ائمہ صنفیہ اسے بھی کافر کہیں گے، بغیر اس کے
تکفیر کی گنجائش نہیں، خصوصاً ایک نوپید آیات جس میں منکر کو شبہ بدعت یہ اس کے لئے ہے
جس کا انکار بر بنائے وہابیت نہ ہو ورنہ وہابیہ پر خود ہی صد ہا وجہ سے کفر لازم، اور
ان کے انکار کا منشا بھی وہی ہوتا ہے کہ ان کے سینے تو دین سے پر اور تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم ان کے دلوں پر شائقِ قل موتوا بقیظنکم ان اللہ حلیم ربذات الصدق
واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۸۰) حضور پر نور سیدنا ماثوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس و انور سید عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وارث کامل و نائب تام ہیں یا ئینہ ذات ہیں کہ حضور پر نور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم مع اپنی جمیع صفات جمال و جلال و کمال و افضال کے ان میں متجلی ہیں جس طرح ذات
نہرت احدیت من جملہ صفات و نعوت جلالت آئینہ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تجلی فرما
بہ من ہائی فقد ہائی الحق تعظیم غوثیت عین تعظیم سرکار رسالت ہے اور تعظیم سرکار رسالت
عین تعظیم حضرت عزت ہے۔ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور یہ مثل صلاۃ بالاستیلا
ان تعظیموں میں نہیں جن کو شرع مطہر نے شان نبوت سے خاص فرمادیا ہو تو وہی آیات و احادیث
و ارشادات ائمہ قدیم و حدیث اس کے جواز میں بھی کافی کفایا کافی فی الدارین و وصلی
وسلم علی سید الکونین و والہ وصحبہ و غوث الثقلین و وحبیبہ و احبہ
کل حین و این و حدہ کل اشروعین و الحمد للہ رب الثقاتین و
واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم و حلیمہ حل معجذہ اتعوا حکمہ۔

سوالات بار دیگر

سوال ۸۱ بسم اللہ الرحمن الرحیم و الحمد للہ رب

دیکھیے فتاویٰ افریقہ

مصنف مولانا احمد رضا خان بریلوی

صفحہ نمبر 108

اب بریلویوں کو چاہیے کہ اس فتوے کو

اگر وہ مانتے ہیں تو مولانا احمد رضا

خان بریلوی پر بھی فتویٰ لگا دیں تاکہ

مناظرہ ہی ختم ہو جائے

کیونکہ وہ جمعیت صفات رسالت حضرت

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے اندر

بھی مانتے ہیں

پنجتن پاک کہنے کا ثبوت

مفسر تشہیر ملک التحریر
مناظر اسلام رئیس الفقہاء حضرت علامہ مولانا مفتی

فیض الدین الدینی

اولیٰ پبلشرز اینڈ پرنٹرز

و دخله ثمة جاء الحسن فادخله ثمة جاء ت فاطمة فادخله ثمة جاء
 علي فادخله ثمة قال اما يريد الله ليذهب عنكم الرحس اهل البيت
 و يطهركم تطهيرا و هو مشهور من رواية ام سلمة من رواية احمد و
 ترمذی (مسند السنن ج ۴ ص ۲۰ ج ۴)

ترجمہ :- ہے شک یہ حدیث فی الجہد صحیح ہے اور ہے شک یہ ثابت ہے کہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب علی و فاطمہ اور حسن و حسین (رضی اللہ
 عنہما) کے لئے فرمایا کہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ الٰہی تو ان کو ارپاس سے خوب اچھی
 طرح پاک کر دے اور یہ روایت مسلم شریف میں ہے جسے ام المومنین عائشہ صدیقہ
 رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا ہے۔ کہا فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ
 مالوں کا کس اوڑھے ہوئے نکلے تو حضرت حسن بن علیؑ آئے اور اس کبیل میں داخل ہو
 گئے پھر حسین آئے تو وہ بھی اس کبیل میں داخل ہو گئے پھر جناب فاطمہ الزہرا
 تشریف لیں تو آپ بھی کبلی میں داخل ہو گئیں اور پھر حضرت علی تشریف لائے تو
 وہ بھی اس کبیل میں داخل ہو گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "اما
 یومئذ اللہ" آیت کے آخر تک فرمایا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت
 مشہور ہے جسے امام احمد بن حنبل اور ترمذی نے بیان کیا۔

فائدہ :- ہمارے دور کے حوارج و نواصب ان تحریر کی عبارت کو غور سے
 پڑھیں کہ وہ کہتے ان حضرات سیدنا علی و سیدہ فاطمہ اور حسین کریمین (رضی اللہ
 عنہم) کو کیسے واضح طور پر آیت تطہیر میں داخل کر رہی ہے۔

(۲) ان تحریر کا بارے مذہب اور نواصب و خوارج کا مقتدر حافظہ ان کثیر نے بھی
 بیک کھا ہے۔

وقد روي عن عائشة و ام سلمة امي المؤمنين ان رسول الله صلى
 الله عليه وآله وسلم استمل على الحسن والحسين و امهما وابيها فقال
 اللهم هؤلاء اهل بيتي فادفع عنهم الرحس و طهرهم تطهيرا -

[illegible]

تاریخ - ۱۰۷۰ - تاریخ، فریب، تمییز، عزت کو نورو
تاریخ - ۱۰۷۰ - تاریخ، فریب، تمییز، عزت کو نورو
تاریخ - ۱۰۷۰ - تاریخ، فریب، تمییز، عزت کو نورو

(۲) ان کے لئے جو کہ وہاں سے کہیں کہیں جاسکتے ہیں۔

وَقَدْ رَوَى عَنْ عَائِشَةَ وَ ٢ سلمة أم المؤمنين رضي الله عنهما أنهما

5:28 am


$$\forall i \in \tilde{I} \quad \exists! \tilde{q}_i \in \tilde{Q} \quad \text{st} \quad \{ \tilde{q}_i \in \tilde{Q} \mid \tilde{q}_i \leq \tilde{q}_i \} = \tilde{q}_i \quad \forall \tilde{q}_i \in \tilde{Q}.$$

Photo

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ ناصبیوں اور

خارجیوں کا سرِ غنہ ہے

پھر بھی اس کا حوالہ پیش کرتے ہوئے

شرم تم کو آتی نہیں مگر

فتاویٰ رضویہ

مجلد پنجم در فضیلت عبادات

امام احمد رضا بریلوی مدظلہ العالی

جلد پنجم

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ اسلامیہ رضویہ

اندرمان روڈ دروازہ چہارم

پاکستان (۱۹۹۷ء)

طرف منسوب کیا گیا ہے۔ ت) ، بایںہم عامر کتب سیر و تفا سیر اس کی اور اس کی امثال کی روایات سے مالا مال ہیں علمائے دین ان امور میں انہیں بلا تکبر نقل کرتے رہے ہیں ، میزان میں ہے :

قال ابن عدي وقد حدث عن الكلبي سفيان
وشعبة وجماعة ورفوه في التفسير واما
في الحديث فعنده من اكبر
ابن عدي نے کہا کہ کلبی سے سفیان ، شعبہ اور ایک حدیث
نے حدیث بیان کی ہے اور ان روایات کو پسند کیا ہے
جس کا تعلق تفسیر کے ساتھ ہے اور حدیث سے متعلق
روایات ان کے نزدیک مناکیر ہیں۔ (ت)

امام ابن سید الناس سیرۃ حیون الماثرین فرماتے ہیں :

غالب ما يروى عن الكلبي انساب و اخبار من
احوال الناس و ايام العرب و سيرهم و ما
يجرى مجرى ذلك مما سمع كثير من الناس
في حمله ممن لا يحمل عنه الاحكام و ممن
حكى عنه في ترويض في ذلك الامام احمد
کلبی سے اکثر طور پر لوگوں کے انساب و احوال ، عربوں
کے شب و روز اور ان کی سیرت یا اسی طرح کے دیگر
معاہلات مروی ہیں جو کثرت کے ساتھ ایسے لوگوں
سے لیے جاتے ہیں جن سے احکام نہیں لیے جاتے اور
جن لوگوں سے اس معاملہ میں اجازت منقول ہے
وہ امام احمد ہیں۔ (ت)

مثالاً (امام واقفی ہمارے علماء کے نزدیک ثقہ ہیں) ، امام واقفی کو جمہور اہل اثر نے چنیں و چناں کیا
جس کی تفصیل میزان وغیرہ کتب فن میں مسطور ، لاہرم تقریب میں کہا ، صدق ذلك مع صحة علمته (علی دامت
کے باوجود متروک ہے۔ ت) ، اگرچہ ہمارے علماء کے نزدیک ان کی توثیق ہی راجح ہے کما افادہ الامام المحقق
فی فتح القندیہ (جیسا کہ امام محقق نے فتح القندیہ میں اس کی بیان کیا ہے۔ ت) ، بایںہم یہ جرح شدید ماننے والے

عن حيث قال في باب الغناء الذي يجوز فيه
الوضوء عن الواقدي قال كانت يترضاة
جہاں انہوں نے باب الغناء الذي يجوز فيه الوضوء
میں واقفی سے نقل کیا کہ بضاعتہ (باقی پر صفحہ آئندہ)

۱/ میزان الاعتدال نمبر ۵۷۴ ، ترجمہ محمد بن المسائب الکلبی مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۵۵۸/۲
۲/ میزان الاثر ذکر الاجوبہ عمارتی پر مطبوعہ دار الحضارة بیروت ۲۲/۱
۳/ تقریب التہذیب ترجمہ محمد بن عمر بن واقد الاسلمی مطبوعہ دار نشر کتب الاسلامیہ کمرانوالا ص ۳۱۲-۳۱۳
۴/ فتح القندیہ باب الغناء الذي يجوز فيه الوضوء مطبوعہ مکتبہ ذریعہ سکرم ۶۹/۱

marfat.com

Marfat.com

الثُلُثُ
عَلَى

مِقْلَمُ بْنُ إِصْلَاحٍ

تَأَلَّفَ

إِلَهَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ جَمَالِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَهَادٍ
الزَّكِيُّ الشَّافِعِيُّ الْمَتَوَفَّى سَنَةَ ٥٧٩٤ هـ

تَحْقِيقُ

الدُّكْتُورُ زَيْنُ الْعَابِدِينَ بْنُ مُحَمَّدٍ دُبْلَا فَرْجُ
الْأُسْتَاذِ بِقَسَمِ الْكَلَامِ وَالشُّعْرِ بِجَامِعَةِ أُمِّ الْقُرَى بِهَامَقَةِ الْمَكْرَمَةِ

أَخْرَجَ الثَّانِي

أَخَوَا السَّلَفِ

لم يكن موضوعاً ، اللهم إلا أن يريد بعبارة ثقة الراوي أن يكون كذباناً . ومع هذا فلا يلزم من وجود كذاب في السند أن يكون الحديث موضوعاً ، إذ مطلق كذب الراوي لا يسد على الوصح ، إلا أن يعترف بوضوح هذا الحديث بعينه ، أو ما يقوم مقام اعترافه على مسا متفق عليه . وكيف كان الموضوع ، أي : في أي معنى كان ، في الأحكام أو القصص ، أو التعريب والترهيب ، وغير ذلك . لم يعمروا لمن علم أنه موضوع أن يذكره برواية ، أو احتجاج ، أو ترعيب إلا مع بيان أنه موضوع ، بخلاف غيره من الضعيف المحتمل للصدق ، حيث جوزوا روايته في التعريب والترهيب ، كما سيأتي . قال ابن الصلاح : ولقد أكثر الذي جمع في هذا العصر الموضوعات في نحو مئلتين ، فأودع فيها كثيراً منها ، لا دليل على وضعه ، وإنما حقه أن يذكر في مطلق الأحاديث الضعيفة ^(١) . وأرد ابن الصلاح بالجامع المذكور ، أبا الفرج من الخواري . وأشارت إلي ذلك بقولي : (عني : أبا الفرج) .

- ٢٢٨ . وَالْوَاهِقُونَ لِلْحَدِيثِ اضْرِبُوا أَصْرَهُمْ قَوْمٌ لَزَقُوا لُكُوءًا
٢٢٩ . قَدْ وَضَعُوا جَبَةً ، فَقَبِلْتُ
٢٣٠ . فَقَبَضَ اللَّهُ لَهَا لِقَافًا
٢٣١ . نَحْوَ أَبِي عَصَمَةَ إِذْ رَأَى الْوَرَى
٢٣٢ . لَهُمْ حَدِيثًا فِي فَصَالِ السُّورِ
٢٣٣ . كَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي غَرْفٍ
٢٣٤ . وَكُلُّ مَنْ أَوْدَعَهُ كِتَابًا - كَالْوَجْدِي - مُخْطًى ضَوَائِدَ

الواضعون للحديث على أصناف بحسب الأمر الحامل لهم على الوصح
فصرب من الرئادة ^(٢) بمعنى ذلك ؛ ليصلوا به الناس ، كعبد الكريم بن أبي

(١) علوم الحديث : ٨٩ - ٩٠ .

(٢) بلا حيزاً لضرورة الورق .

(٣) الرئادة جمع رديق ، والرئيس من الشربة ، أو لفال بالور والطلعة ، أو من لا يؤمن بالآخرة وبالربوبية ، أو من يخطي الكفر ويظهر لإيمانه انظر . السان (١٠ / ١٤٧) ، مادة « رديق » ، ونجاح العروس (٢٥ / ٢١٨) ، والموسوعة الفقهية (٢٤ / ٤٨) ، ومجمع من اللغة (٣ / ٦٤) .

Multi Language Audio

 Photo



مطلب کذب کی جرح مضر نہیں جب تک
جرح مفسر نہ ہو
خلاصہ

الثُلُثُ
عَلَى

مِقْلَمَاتُ ابْنِ الصَّلَاحِ

تَأَلِيفُ

إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدَ بْنَ جَمَالِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَهْدٍ
الزَّكِيَّ الشَّافِعِيَّ الْمُرَوِّفِيَّ سَنَةَ ٧٩٤ هـ

تَحْقِيقُ

الدُّكْتُورُ زَيْنُ الْعَابِدِينَ بْنُ مُحَمَّدٍ دُبْلَا فَرَجُ
الْأُسْتَاذِ بِقَسَمِ الْكَلَامِ وَالشُّعْرِ بِجَامِعَةِ أُمِّ الْقُرَى بِهَامَقَةِ الْمَكْرَمَةِ

أَخْرَجَ الثَّانِي

أَخْرَجَ السَّلَفُ

الثاني : ما ذكره هنا فيه إيهام مخالفة لقوله^(١) في قسم الضعيف : «إن ما عدم فيه جميع صفات الحديث الصحيح والحسن هو القسم الآخر الأخر الأردل»^(٢) . والصواب ما ذكره هنا ، ويحمل ما ذكره ثم على أنه أراد ما لم يكن موضوعاً ، إلا أن يريد بذلك كون راويه كذاباً ومع ذلك لا يلزم من وجود كذاب في السند أن يكون الحديث موضوعاً^(٣) ، إذ مطلق كذب الراوي لا يقتضي وضع الحديث .

٢١٧ - (قوله)^(٤) : [وإنما يعرف كون الحديث]^(٥) موضوعاً بإقرار واضعه يعني كحديث نوح بن أبي مريم^(٦) في فضائل (أ ١١٩) القرآن^(٧) . [انتهى]^(٨) فيه أمران :

- (١) في د : «في قوله» .
- (٢) انظر المقدمة : مسحت الضعيف : ١١٥
- (٣) وإنما يكون ذلك السند من طريق الكتاب موضوعاً ، إذ الحكم على الحديث ليس هو الحكم على السند .
- (٤) المقدمة : ٢١٢ .
- (٥) سقط من النسختين ، ولا بد منه لاستقامة السياق .
- (٥) سقط من الأصل .
- (٦) نوح بن أبي مريم يريد من عبد الله أبو عصمة المروزي ، عالم أهل مرو ، وهو نوح الجامع ، لأنه أحد الفقه عن أبي حنيفة وابن أبي للى ، والحديث عن حجاج بن أرطاة ، والتفسير عن الكلبي ومقاتل ، والمغازي عن ابن إسحاق . قال أحمد : «لم يكن بذاك في الحديث» وقال مسلم وغيره «مشروك الحديث» وقال البخاري «منكر الحديث» وقال الحاكم : «وضع أبو عصمة حديث فضائل القرآن الطويل» . وقال ابن عدي : «عمدة ما أوردت له لا يتابع عنه» ، وهو مع ضعفه يكتب حديثه . مات سنة ثلاث وسبعين ومائة . انظر : المعجروحين ٤٨ / ٣ ، ميران الاعتدال ٢٧٩ / ٤ ، تهذيب التهذيب ٤٨٦ / ١٠ وحديثه في فضائل القرآن عند ابن الخوزي في الموضوعات ٤٠ / ١ ، ٢٤١ .
- (٧) سقط من د .

مفتی محمد رفیع الرحمن

 Photo



راوی کے کذاب ہونے سے یہ بات لازم
نہیں آتی کہ وہ حدیث بھی جھوٹی ہو

زُوجُ الْمَعَانِي فِي

تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ وَالسَّبْعِ الْمُبِينِ

لخاتمة المحققين وجمعة المدققين مرجع أهل العراق
وموفق بنسبته العلامة أبي الفضل
شهاب الدين السيد محمود الألوسي البغدادى
المتوفى سنة ١٢٧٠ هـ سقى الله ثراه
صيب الرحمة وأفاض عليه مجال
الاحسان والمنة آمين



الجزء الثامن والعشرون

عنيت بنشره وتصحيحه والتعليق عليه للمرة الثانية بادن من ورثة المؤلف بخط وإمضاء علامة العراق
﴿ المرحوم السيد محمود شكرى الألوسي البغدادى ﴾

إِدَارَةُ الطَّبَعَاتِ الْمَنِيِّيرَةِ

وَلَدَ

لِوَيْلِ الْقُرْبَانِ لِلْمَرْحُومِ

مَكْتَبَتُ - بَغْدَادُ

مصر : دار التراث رقم ١

وفي الكشف إذا أريد بالذكر القرآن وبالرسول جبريل عليه السلام يكون البذل بدل اشتغال ، وإذا أريد بالذكر الشرف وغيره يكون من بدل الكل تقدير •

وقرئ رسول على إصهار هو ، وقوله تعالى : ﴿ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ مَبِينَاتٍ ﴾ سمع - لرسولا - وهو الظاهر ، وقيل : حال من اسم (الله) تعالى ، وسنة التلاوة إليه سبحانه بحجابه مجازية كنى الأمير المدبنة ، و (آيات الله) القرآن ، وفي إقامة الظاهر مقام المضمر على أحد الأوجه ، و (مبينات) حال منها أي حال كونه مبينات لكم ما تحتاجون إليه من الأحكام ، وقرئ (مبينات) أي بينها الله تعالى كقوله سبحانه : ﴿ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ وَاللَّامِ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى : ﴿ لِيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ﴾ متعلق - بأزل - أو - يتلوا - وفاعل يخرج على الثاني ضمير الرسول عليه الصلاة والسلام أو ضميره عز وجل ، والمراد بالوصول المؤمنون بعد إزاله الذكر وقل نزول هذه الآية ، أو من علم سبحانه وقد أنه سيؤمن أي ليحصل لهم الرسول أرواقه عز وجل مأم عليه الآن من الإيمان والعمل الصالح ، أو ليخرج من علم وقد أنه يؤمن من أنواع الصلوات إلى الهدى ، فإما بالظن لرسول هذه الآية أو باعتبار عبه تعالى وتقديره سبحانه الآتية •

(وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا) حسبها بين في تضاعيف ما أزل من الآيات المبينات •
(يَدْخُلُهُ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ) وقرأ نافع . وابن عامر - ندخله - بنون الهمزة وقوله تعالى :
(خَالِدِينَ فِيهَا أَعْلَى) حال من مفعول (يدخله) والجمع باعتبار معنى من كما أن الأفراد في الضمائر الثلاثة باعتبار لفظها ، وقوله تعالى : ﴿ قَدْ أَحْسَنَ اللَّهُ لَكَ رِزْقًا ۙ ﴾ حال أخرى منه أو من الضمير في (خالدين) بطريق التداخل ، وإفراد ضمير (له) باعتبار اللفظ أيضاً ، وفي معنى التعجب والتعظيم لما رزقه الله تعالى المؤمنين من الثواب وإلا لم يكن في الإخبار بما ذكرها كثير فائدة كما لا يخفى •

واستدل أكثر الحويين بهذه الآية على جواز مراعاة اللفظ أولاً . ثم مراعات المعنى . ثم مراعات اللفظ . وزعم بعضهم أن ما فيها ليس كما ذكر لأن الضمير في (خالدين) ليس عائداً على من كالمصائر قل ، وإنما هو عائداً على مفعول - يدخل - و (خالدين) حال منه ، والفاعل فيها - يدخل - لافعل الشرط وهو كما ترى (الله الذي خلق سبع سموات) مبتدأ وخبر (وَمَنْ الْأَرْضُ مِثْلَهُنَّ) أي وخلق من الأرض مثلهن على أن (مثلهن) مفعول لفعل محذوف . والخلة عطف على الجملة فلها ، وقيل : (مثلهن) عطف على سبع سموات ، وإليه ذهب الرغزبي ، وفي الفصل الجار والمجرور بين حرف العطف والمعطوف وهو مختص بالضرورة عند أبي على الفارسي ، وقرأ الفصل عن عاصم . وعصمة عن أبي بكر (مثلهن) بالرفع على الابتداء (ومن الأرض) الخبر •

والخلة تصدق بالاشتراك في بعض الأوصاف فقال الجمهور : هي ههنا في كونهما سماءً وكونها طباقاً بعضها فوق بعض بين كل أرض وأرض مسافة كما بين السماء والأرض وفي كل أرض سكان من خلق الله عز وجل لا يعلم حقيقةهم إلا الله تعالى ، وعن ابن عباس أنهم إما ملائكة . أو جن ، وأخرج ابن جرير . وابن أبي حاتم . والحاكم وصححه . والبيهقي - في شعب الإيمان . وفي الأسماء والصفات - من طريق أبي الضحى

عنه أنه قال في الآية : سبع أرضين في كل أرض من كنديكم وآدم و نوح و نوح و إبراهيم و إبراهيم و عيسى و عيسى ، قال الذهبي : إسناده صحيح ولكنه شاذ بكرة لأعلم لأن الضمى عليه متأسماً . وذكر أبو حيان في البحر نحوه عن الخبر وقال : هذا حديث لا شك في وضعه وهو من رواية الراقي الكذاب .
وأقول لا مانع عقلاً ولا شرعاً من صحته ، والمراد أن في كل أرض خلقاً يرجعون إلى أصل واحد رجوع بني آدم في أرض إلى آدم عليه السلام ، وفيه أفراد يتارون على سائرهم كنوح وإبراهيم وغيرهما فينا .
وأخرج ابن أبي حاتم . والحاكم وصححه عن ابن عمر مرفوعاً أن بين كل أرض وأخرى خمسمائة عام والعلماء عليها على ظهر حوت قد التقى طرفاه في السماء والحوت على صحرة والصخرة يد ملك والثانية مسج الرياح والثالثة فيها حجارة جهنم والرابعة فيها كبريتها والخامسة فيها حياتها والسادسة فيها عقاربها والسابعة فيها سقر وفيها إبليس مصفد بالحديد يد أمامه ويد خلفه يطلقه الله تعالى لمن يشاء ، وهو حديث منكر .
قال الذهبي : لا يجوز عليه أصلاً فلا تعمر تصحيح الحاكم ، ومثله في ذلك أخبار كثيرة في هذا الباب لولا خوف الملل لذكرناها لك لكي كون ما بين كل أرضين خمسمائة سنة كما بين كل سماءين جاد في أخبار معتبرة كما روى الإمام أحمد . والترمذي عن أبي هريرة قال : « بيننا التي صلى الله تعالى عليه وسلم جالس وأصحابه قال : هل تدرون ما فوقكم ؟ قالوا : الله ورسوله أعلم ، قال فابا الرقيب سقف محفوظ وموج مكفوف ، قال : هل تدرون ما بينكم وبينها ؟ قالوا : الله ورسوله أعلم ، قال : بينكم وبينها خمسمائة عام ، ثم قال : هل تدرون ما فوق ذلك ؟ قالوا : الله ورسوله أعلم ، قال : سماء وإن بعد ما بينهما خمسمائة سنة ، ثم قال كذلك حتى عد سبع سموات ما بين كل سماءين ما بين السماء والأرض ، ثم قال : هل تدرون ما فوق ذلك ؟ قالوا : الله ورسوله أعلم ، قال : وإن فوق ذلك العرش بينه وبين السماء بعد ما بين السماءين ، ثم قال : هل تدرون ما تحتكم ؟ قالوا : الله ورسوله أعلم ، قال : إنها الأرض ، ثم قال : هل تدرون ما تحت ذلك ؟ قالوا : الله ورسوله أعلم ، قال : إن تحتها أرضاً أخرى بينهما مسيرة خمسمائة سنة حتى عد صلى الله تعالى عليه وسلم سبع أرضين ما بين كل أرضين خمسمائة سنة .

والأخبار في تقدير المسافة بما ذكر بين كل سماءين أكثر من الأخبار في تقديرها بين كل أرضين وأصح ، ومنها ما هو مذكور في صحيح البخاري . وغيره من الصحاح ، وفيها أيضاً أن تحس كل سماء خمسمائة عام فقول الرازي في ذلك إنه غير معتبر عند أهل التحقيق ظلام لا يخفى بشاعته على من سلك من السنة أقوم طريق ، نعم ما حكاه من أن السماء الأولى موج مكفوف . والثانية صخر . والثالثة حديد . والرابعة نحاس . والخامسة فضة . والسادسة ذهب . والسابعة ياقوت ليس بمعتبر أصلاً ولم يرد بما تضمنه من التعصيل خبر صحيح لكن في قوله : إنه مما يباه العقل إن أراد به نفي الامكان عقلاً مع ظاهر ، وقال الصحاك : هي في كواكبها سماء بعضها فوق بعض لا في كواكبها كذلك مع وجود مسافة بين أرض وأرض ، واختاره بعضهم زاعماً أن المراد هاتيك السبع طبقة التراب العسرة المجاورة للركز . والطبقة الطينية . والطبقة المدية التي يتكون فيها المعادن . والطبقة المترجة بنهرها المكشوفة التي هي مسكن الإنسان والحيوان وفيها يبت البات . وطبقة الأدخنة . والطبقة الرمهريرية . وطبقة النسيم الرقيق جداً ، ولا يخفى أنه أشبه شيء بالهيدان ، ومثله ما يزعجه بعض الظنرين في كتب العلوم المسماة بالحكمة الجديدة من أن الأرض انضطت بسبب بعض الحوادث



مالک زمین کا زمین کے اوپر اور نیچے تصرف کا حکم

دار یعنی تختے میں کہاں سے کہاں اس پر دلیل ہے کہ جو شخص کسی زمین کا مالک ہو وہ زمین کے نیچے سے لے کر اس کے تنہا مالک اس کا مالک بننا ہے اور مالک زمین کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنی زمین کے نیچے کسی کو سڑگ یا کنواں نہ کھودنے دے اور اس سے اس کی زمین کو ضرر ہو یا دہرا، علامہ ابن الجوزی نے کہا ہے کہ زمین کے نیچے کا حصہ اس کے اوپر کے حصہ کے تابع ہے، علامہ قسطلانی نے لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کی زمین میں معدن یا اس کے مشابہ چیز نکل آئے تو اس میں اختلاف ہے بعض اعتقاد نے کہا ہے وہ اس کی ملکیت ہے اور بعض نے کہا بلکہ مسلمانوں کی ملکیت ہے، اسی طرح زمین کا مالک اپنی زمین میں جہاں تک چاہے کھود سکتا ہے بشرطیکہ اس سے کسی کو ضرر نہ ہو، اسی طرح زمین کے اوپر جہاں تک چاہے تعمیر کر سکتا ہے بشرطیکہ کسی کو ضرر نہ ہو۔

زیرین کے تیل یا گیس کا حکم | چاہے جس سے کہ ہرگز کسی شخص کی - جین میں کوئی سہولت نکل آئے تو اس امر میں مضبوطی سے اس میں دو روایتیں ہیں - ایک روایت میں ہے اس میں سے پانچواں حصہ صحت المال کو ادا کرنا اور باقی کا ایک روایت میں ہے کہ سب اس کی حکمت ہے پانچواں حصہ کی غنیمت ہے فی الزکات الخ خمس - وغیرہ میں پانچواں حصہ سے -

ہرگز کسی شخص کی زیرین میں تیل یا گیس نکل آئے تو آج کل حکومت اس کو ایک سین رقم دے کر اس پر فہم کر لیتی ہے یہ طریقہ صحیح نہیں ہے چاہے یہ حکومت اپنے اس روایات منہا کر لے کے بعد ایک دین کرے؟ یا مٹائی اس کو ایک ایک روٹی سے جب تک اس میں تیل یا گیس کا دھیرہ نہ رہے

سات زمينوں کے پرستے ميں اثر اين عباس

علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں:

[illegible]

۱- طار الزکریا بن ابراهیم ترمذی ۴۵۱ھ، روضة القاری ج ۱ ص ۱۲، مطبوعہ ادارۃ المطابع النیریہ مصر ۱۳۴۸ھ
 ۲- خیر المخلص علی بن ابی کریم رضائی ترمذی ۵۱۳ھ، دار الفکرین من مطبوعہ کتب خانہ دار الفکرین۔

جملہ

Scanned with CamScanner

امام حاکم نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس کے اسی قول کو ذکر کر کے یہ کہتا ہے: **ہذا حدیث صحیحہ**
الاسناد و لہ بخیر جائز اس حدیث کی سند صحیح ہے اور امام بخاری اور امام مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا
 علامہ دمشقی نے عن عبد الوہاب بن السائب عن ابی الصمعی عن بن عباس — اس سند کے ساتھ حدیث کا ذکر
 کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ صحیح ہے۔

اشکال مذکور کا جواب مولانا قصورنی سے
 حضرت ایک خاتیت اصفیٰ ہے بنی بن رحیمہ بن جزی بن ابی کی
 خاتیت بن رحیمہ کے اقلید سے ہے اصفیٰ مسلم بن عبد اللہ بن مسلم کی خاتیت اس زمین میں جو بڑے بڑے ولسے ایمار
 کے قیامت سے ہے۔

معمانا قصہ کی گاہ کہ اب اس لیے صحیح نہیں ہے کہ نبی علیہ السلام کی غایت امانی نہیں ہے بلکہ استغراقی ہے اور کتب کی غایت قرآن مجید سے ثابت ہے اور فعلی اور بدینی ہے جبکہ اس اثر کی سمجھت علی ہے۔ اس نئی اثر کی وجہ سے قرآن مجید میں انہیں کے علوم اور استغراق کو کم کر دیا صحیح نہیں ہے۔

اشکال مذکور کا جواب شیخ نافوتومی سے
 کا رہا۔ جابہاں کے زمانے کے بعد ہے اور اب صفی آخری میں مگر اہل قہر پر ریکش جیٹکا کہ تقدیم یا تاخیر یہی

۱- طالع جمال الدین سید علی متوفی ۹۱۱ هـ در مشهد ج ۴ ص ۲۳۸ مطبوعه مطبعه معینه مصر ۱۳۱۲ هـ
 ۲- نام ابراهیم بن محمد ابنه ملک پیشاپیش متوفی ۲۰۵ هـ المستدرک ج ۲ ص ۲۹۶ مطبوعه دار الفکر النشر والتوزیع کلمه محرمه
 ۳- حافظ خمس الذي اوتوا من غيرهم في متوفى ۸۳۸ هـ تكملة المستدرک ج ۲ ص ۲۹۷

چند سال

تَقْسِيرُ مُقَانِلِ بْنِ بِلَالٍ

دُرَّةٌ وَنَحْوُهَا
د. عَبْدِ اللَّهِ عَمْرٍو شَمَّانُ

الجزء الرابع

موسسة التاريخ العربي
بيروت - لبنان

بني جراه ذنبها (وَكَانَ غَلِيظَةً أَمْرِيحًا خُسْرًا) - ٩ - يقول كان عاقبتهم
الحسران في الدنيا وفي الآخرة حين كذبوا بأخبار الله، منهم بما أعلمهم في الدنيا،
وما أعلمهم في الآخرة فقال : (أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ) في الآخرة (عَذَابًا شَدِيدًا)
فَاتَّقُوا اللَّهَ (بحذرهم) (يَا وَيَا آلَ بَيْتٍ) يعني من كان له لب أو عقل
لقبتر فيما يسمع مع الوعيد فينتفع بمواعظ الله - تعالى - يخوف كفار
مكة، لئلا يكذبوا بما - صلى الله عليه وسلم - فيقول بهم ما نزل بالأمم
الحالية حين كذبوا رسلهم بالعذاب في الدنيا والآخرة، ثم قال : للذين آمنوا
فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ - ثم منهم فقال : (الَّذِينَ آمَنُوا فَذُرُّوا اللَّهَ)
(إِلَيْكُمْ ذِكْرًا) - ١٠ - يعني فرما (رَسُولًا) يعني النبي - صلى الله عليه وسلم -
(يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ) يعني يقرأ عليكم آيات القرآن (مُبَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَ)
[٢٠١ ب] (الَّذِينَ آمَنُوا) و عليه (وَاعْمَلُوا الصَّالِحَاتِ مِنَ الظُّلُمَاتِ)
(إِلَى النُّورِ) يعني من الشرك إلى الإيمان (وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ) يعني يصدق
بأنه لا أحد لا شريك له (وَيَعْمَلْ صَالِحًا) في إيمانه (يَدْخُلْهُ جَنَّاتُ)
بني الباقين (تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ) يقول تجري من تحت الباقين
الأنهار (خَالِدِينَ فِيهَا) يعني مقيمين فيها (إِنَّهَا قَدْ أَحْسَنَ اللَّهُ لَهُ رِزْقًا)
- ١١ - يعني به الجنة (اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَ) خلق
(مِنَ الْأَرْضِ يَنْزِلُ الْأَمْثَرُ مِنْهُنَّ) يعني الوحي من السماء العليا إلى
الارض السفلى (لِيَتْلُوا أَنْ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ
بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا) - ١٢ -

حدثنا عبد الله ، قال : حدثني أبي ، قال : حدثنا الهذيل ، قال : سمعت
أبا يوسف ، ولم أسمع « مقاتلاً » ، يحدث عن حبيب بن حسان عن أبي الضحى
في قوله : « سبج سموات ومن الأرض مثلهن » قال : آدم كآدم ، ونوح
كنوح ونبي ومثل نبي . ورواه الهذيل عن وكيع ، عن الأعمش ، عن إبراهيم
ابن مهاجر ، عن مجاهد ، عن ابن عباس في قوله : « سبج سموات ومن الأرض
مثلهن » ، قال : لو حدثتكم نفسي - برأى لكفرتم وكفرتم بها تكذيبكم بها ، قال
الهذيل : ولم أسمع « مقاتلاً » .^(١)

• • •

(١) في « ١ » : « مقاتلاً » ، وفي « ٢ » : « مقاتلاً » .

(٢) في « ١ » : « مقاتلاً » ، وفي « ٢ » : « مقاتلاً » .

تفسير الطالبي

بمأثور المصنف الشريف
الشيخ الطاهر

دار الحديث
الطاهرة

١٢ - ﴿ إِنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِائَتِينَ ﴾ يعني سبع أرضين ﴿ يَنْزِلُ الْأَمْرُ ﴾ الوحي ﴿ بِرَبِّهِ ﴾ برسول ﴿ وَالْأَرْضُ يَرْبُحُهَا جِبْرَائِيلُ مِنَ السَّمَاءِ ﴾ يساعده إلى الأرض السابعة ﴿ فَتَعْلَمُونَ ﴾ فتعلمون ﴿ مَا تَعْلَمُونَ مَحْدُوفٌ ﴾ أي أعظمكم بدلت حسن والترسل ﴿ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴾ وأن الله قد أحاط بكل شيء علما ﴿

﴿ سُورَةُ النَّحْلِ ﴾

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

﴿ سُورَةُ النَّحْلِ ﴾

١ ﴿ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ﴾ من أمثلك مارية القبطية لما واقعها في بيت حفصة وكانت غالبة فجاغت وشق عليها كون ذلك في بيها وعلى فراشها حيث قلت في حرام علي ﴿ تَبْتَغِي ﴾ بتحرمتها ﴿ مَرْضَاتِ أَزْوَاجِكَ ﴾ أي رضاهن ﴿ وَاللَّهُ عَفُورٌ رَحِيمٌ ﴾ غفر لك هذا التحريم

٢ ﴿ قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ فِي شَرْعِهِ لَكُمْ نَحْلَةً ﴾ أي نحلتهم ﴿ تَحْبِسُهَا بِالْكُمْدَةِ مَذْكُورَةٌ فِي سُورَةِ الْبَقَرَةِ ﴾ ومن لأنما تحريم الآمة ومن كفر عليه السلام على مقاتل اعتق فيه في تحريم ماريه ، وعمل بحسن مكره لأنه عليه السلام مذكور له ﴿ وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ ﴾ ناصركم ﴿ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ﴾



٣ ﴿ وَإِذْ أَسْرَأَ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ ﴾ هي حفصة ﴿ فِي حَدِيثٍ ﴾ هو تحريم مارية وقال لما لا تفشي ﴿ فَلَمَّا بَيَّنَّتْ بِهِ ﴾ عنته هنا ما أن لا حرج في ذلك ﴿ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ ﴾ أطلعه ﴿ عَلَيْهِ ﴾ على البأ به ﴿ عَرَفَ بَعْضُهُ ﴾ حفصة ﴿ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ ﴾ كرمها منه ﴿ فَلَمَّا بَيَّنَّا بِهِ قَاتَتْ مِنْ أَهْلِكَ ﴾ هذا قال بآبي العليم الخبير ﴿ أَيُّ اللَّهِ

مِثْلَهُنَّ يَنْزِلُ الْأَمْرُ بِهِنَّ لَتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿١٢﴾

(٣) سُورَةُ النَّحْلِ مِثْلَهُنَّ لَتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿١٢﴾

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتِ أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ عَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١﴾ قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ نَحْلَةً أَيْمَنِيكُمْ وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ﴿٢﴾ وَإِذْ أَسْرَأَ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا بَيَّنَّتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَفَ بَعْضُهُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا بَيَّنَّا بِهِ قَاتَتْ مِنْ أَهْلِكَ هَذَا قَالَ نَبِيُّ الْعَلِيمِ

اسباب نزول الآية ١٤ وأخرج ابن أبي حاتم عن السدي في قوله ﴿ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نَزَّلْنَا هَؤُلَاءِ الْآيَةَ ﴾ قال ، بين أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان رسولاً من الله في ظل حجرة وقد كاد الظن

فتاویٰ رضویہ

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ



رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ

انڈرون لوہاری دروازہ لاہور

پاکستان (۵۳۰۰۰)

قُلْ قُلُوبُهُمْ مُّغْشَاهُمْ ۖ قُلْ لَا يَسْمَعُونَ ۚ

کچھ لوگ ہیں جن سے خدا نے کلام کیا، اور ان میں بعض
کو درجوں پر بلند فرمایا۔

انکر فرماتے ہیں یہاں اس شخص سے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روئے میں کون نہیں سبب ہے، پھر رافضی، عظمت نبوی۔

کیا نص علیہ الیہوی^۲ والبیضی^۱ والنسق^۳ و
السیوطی^۴ والنظاری^۵ والنزقانی^۶ والشامی^۷ والحلی^۸ و
غیرہم واقتصر الجلالین^۹ دلیل انہ اصح الرجال لا
لتزام ذلک فی الجلالین۔

(2)

ادیوں میں ذکر کرمانے میں حضور کے ظہور انصیلت و شہادت کی طرف اشارہ عام ہے، یعنی یہ وہ ہیں کہ نام لوہا نہ لوانہ کی طرف رہن چاہے گا اور کوئی دوسرا حیل نہ آسکے گا۔ سبلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ فقیر کتاب اہل محبت جانتے ہیں کہ ابہام نام میں کیا مطلق و جز ہے۔ ح

اب نفل جو خیر مسند تو پہنچے گئے وادی

(اے بھول، تمہی پر شمار ملتی ہے کہ تو کسی کی خوشی پر گھٹا ہے۔)

خدا کے دل کی مسیقت سے آپ کو زمانہ سنجوش ہوئے کسے ہی آپ

(اسے دل افروغ خبر ملی جو کہ مسیح آنا ہے، جس کے عہدہ سالوں سے کسی کو خوشی ہو جاتی ہے۔)

'القرآن الكريم' ٥٤/٢

معالم التحرير تكسر القيد الهوى، صحت الآية ٢٠٢٣، كتب العميرة ص ١٠٠

نمبر ترمیم: ۲۵۴ / ۱۰۳۹۷۸۶۷۸۹

¹ مصادر التحويل المضمون: أنشأ تحت الآية ٢/٢٥٩، والكتاب العربي جودت (١٩٤٠).

نفسه جلالتهم تحت الآية ٢ (٢٥٣) من الطالع، في ص ٣٩

الجامع لأحكام القرآن

والمبين لما تضمنه من السنة وآي الفرقان

تأليف

أبي عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر القرطبي

(ت ٦٧١ هـ)

تحقيق

والفكر عبد الله بن عبد الرحمن النجدي

شارك في تحقيق هذا الجزء

محمد رضوان عرسوسي

الجزء الأول

مؤسسة الرسالة

الأرض السفلى ليهبط على الله ثم قرأ: ﴿هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ [الحديد ٣]. قال أبو عيسى قراءة رسول الله ﷺ الآية تدل على أنه أراد: ليهبط على علم الله وقدرته وسلطانيه. [علم الله وقدرته وسلطانيه] في كل مكان، وهو على عرشه كما وصفت نفسه في كتابه. قال: هذا حديث غريب، والحسن لم يسع من أبي هريرة^(١).

وَالْأَنْثَارُ بَأْنَ الْأَرْضِينَ سَبْعَ كَثِيرَةً، وفيما ذكرنا كفاية.

وقد روى أبو الضحى - واسمه مسلم - عن ابن عباس أنه قال: ﴿اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ يَنْتَهِنُ﴾ [اطلاق ١٢] قل: سبع أرضين، في كل أرض نبي كنييكم، وأدم كآدم، ونوح كنوح، وإبراهيم كإبراهيم، وعيسى كعيسى. قل البيهقي^(٢) إسناد هذا عن ابن عباس صحيح، وهو شاذ بمرة، لا أعلم لأبي الضحى عليه متابعا^(٣)، والله أعلم.

التاسعة: قوله تعالى: ﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ﴾ ابتداء وخسر. «ما» في موضع نصب، ﴿جَمِيعًا﴾ عند سيويه نصب على الحال^(٤).

﴿ثُمَّ أَسْتَوَى﴾ أهل نجد يميلون ليدلوا على أنه من ذوات الباء، وأهل الحجاز يمحون.

﴿سَبْعَ﴾ منصوب على البدل من الهاء والنون، أي: فسوى سبع سموات، ويجوز أن يكون معولاً على تقدير: فسوى منهن^(٥) سبع سموات، كما قال الله جل وعز: ﴿وَأَنزَلَ مَوْنًا مِّنْ مَّوْنٍ مَّسِينٍ﴾ [الأعراف: ١٥٥] أي: من قومه. قاله النحاس^(٦). وقال الأخفش: انتصب على الحال.

(١) سنن الترمذي (٣٢٩٨)، وقد أشار انترملي إلى علة لحديث، وهو في المسند (٨٨٢٨). قال ابن

الجزري في العلل المتناهية ٢٨/١: هذا حديث لا يصح عن رسول الله ﷺ

(٢) في الأسماء والصفات، بعد إخراج تفسير ابن عباس المذكور (٨٣١) (٨٣٢)

(٣) في (د) و(ظ) و(م). «دليلاً»

(٤) الكتاب ٣٧٦/١.

(٥) في (د) و(م): «يسوي بيهن».

(٦) إعراب القرآن ٢٠٦/١.



النَجْمُ الْوَهَّاجُ

في شرح المنهاج

الإمام العلامة الشيخ المحدث الفقيه الميرزا

كمال الدين أبو ليث محمد بن موسى بن عيسى التميمي

مجمع المصنفات

١٤٨٨ هـ

المجلد الثاني

الصلاة - صلاة الجماعة

في المنهاج

و(فطر السماوات) ابتداء خلقها من غير مثال سبق ، وجمعت السماوات ووحدت الأرض في جميع الآيات ؛ لأن النبي صلى الله عليه وسلم أسري به إليها ، ووطئها بقدميه^(١) فتشرفت بذلك فجمعت ، وأما الأرض فلم يطأ بقدميه الشريفتين سوى العلي منها ، ولأن السماوات محل الملائكة الذين لا يعصون الله ما أمرهم ، ولم يثبت في الأرض مثل ذلك ، فجمعت لسماوات حيث لا شرفها ، ولذلك كد المختار أنها أفضل من الأرض .

وروي عن كعب الأحبار أنه قال : خلق الله سماء الدنيا من موج مكعوف ، والثانية صخرة ، والثالثة حديد ، والرابعة نحاس ، والخامسة فضة ، والسادسة ذهب ، والسابعة ياقوت^(٢) .

وروى البيهقي عن أبي الضحى عن ابن عباس أنه قال في قوله تعالى : ﴿ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْقَلُ ذَرَّةٍ ﴾ قال : (سبع أرضين ، في كل أرض نبي كسيكم ، وآدم كآدمكم ، ونوح كنوحكم ، وإبراهيم كإبراهيمكم ، وعيسى كعيسى^(٣)) ، ثم قال إسناد هذا الحديث عن ابن عباس صحيح ، غير أنني لا أعلم لأبي الضحى عليه متابعا .

و(الحنيف) : المائل إلى الخير والصالح .

وقوله : (وما أنا من المشركين) بيان للحيمي وإيضاح لمعناه .

و(النسك) : العبادة ، وجمع بين الصلاة والنسك ، وإن كانت داخلة فيه تنبيها على شرفها وعظم مرتبتها ، وهو من باب ذكر العام بعد الخاص .

و(رب العالمين) معناه : ملئ الجن والإنس .

وأما قوله : (والشر ليس إليك)^(٤) . . فقال لمزني معناه لا ينسب إليك وإن

(١) انظر حديث الإسراء في «البخاري» (٣٤٩) ، و«مسلم» (١٦٣) .

(٢) أخرجه الطبري في «التفسير» (١٥٤/٢٨) .

(٣) أخرجه البيهقي في «الأسماء والصفات» (ص ٤٤٣) .

(٤) في هامش (د) (من «الأذكار» [٦٧] : اعلم أن مذهب أهل الحق من المحدثين والعقهاء ، والمتكلمين من الصحابة ، والتابعين ، ومن بعدهم من علماء المسلمين أن جميع الكائنات =

فتح القاري في الحديث

عامة

الترغيب والترهيب

لنظام الفيومي (ت ١٠٦١ هـ)

لأبي محمد حسن بن علي بن سليمان البدر الفيومي القاهري

(٨٠٤-٨٧٠ هـ)

قدم له:

فقيه الزمان / عبد السلام بن محمد الغنيان

رئيس قسم الدراسات العليا بالجامعة الإسلامية
بالمدينة المنورة (سابقاً)

درة وعبقار غريب

أ.د. محمد إسحاق محمد آل إبراهيم

أستاذ بشتة وعلمها

بجامعة الهام مشرفة مشرفة بالدراسة

المجلد الأول

الأرض في جميع آيات القرآن لأن النبي ﷺ أُسرى به إلى السموات ووطئها
بقدميه الشريفتين فشرفت بذلك فجُمعت.

وأما الأرض فلم يَطأَ بقدميه الشريفتين منها سوى واحدة وهي العليا
فأفردت، ولأن السموات محل الملائكة الذين لا يعصون الله ما أمرهم ولم
يثبت في الأرض مثل ذلك، فجُمعت السموات حيثُ ذلَّ لشرفها ولذلك كان
المختار أهما أفضل من الأرض^(١)، وروينا عن كعب الأحبار أنه قال: خلق الله
السماء الدنيا من موج مكفوف، والثانية صخرة والثالثة من حديد، والرابعة من
نحاس، والخامسة من فضة، والسادسة من ذهب، والسابعة من ياقوت^(٢)،
وروى البيهقي^(٣) عن أبي الضحى، عن ابن عباس رضي الله عنهما أنه قال: في
قوله تعالى: ﴿وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْنَهُنَّ﴾^(٤) قال: سبع أرضين في كل أرض نبي
كنبيكم وآدم كآدمكم ونوح كنوحكم وإبراهيم كإبراهيمكم وعيسى كعيساكم
قال إسماعيل هذا الحديث عن ابن عباس صحيح غير أني لا أعلم لأبي الضحى
عليه متابعا^(٥) والله أعلم قاله في الديباجة، واختلف أهل الهيئة هل هي متراكمات
بلا تفاصل أو بين كل سماء والتي تليها خلا على قولين^(٦)

(١) الجعم الوهاج في شرح المصباح (١٠٨/٢)

(٢) الاعلام بفوائد عمدة الأحكام (٩٦/١)، والجعم الوهاج (١٠٨/٢)

(٣) في الأسماء والصفات (٢٦٧/٢)

(٤) سورة الطلاق، الآية: ١٢.

(٥) الجعم الوهاج (١٠٨/٢).

(٦) الاعلام (٩٦/١) وراد أصحاب الشافعي وفي وسطها المركز وهو نقطة مفردة متوهمة وهو

محط الانتقال إليه ينتهي ما يهبط من كل جانب إذا لم يقرره منع

الدُّرُ الْمُنْتَوَرُ فِي التَّقْسِيرِ بِالْمِائَةِ

لجَلَالِ الدِّينِ السِّيُوطِيِّ
(٥٨٤٩ - ٥٩١١ هـ)

مُتَقَرِّق
الدُّكُورُ عُبْدُ بْنُ عُبْدِ الْمَحْسَنِ التُّرْكِي
بِالْمُتَاوَنِ مَعَ

مَرْكَزُ هَجْرٍ لِلْبَحْثِ وَالدِّرَاسَةِ الْعَرَبِيَّةِ وَالْإِسْلَامِيَّةِ
الدُّكُورُ عُبْدُ السَّنْدِ حَسَنُ يَامَنُ

الْجُزْءُ الرَّابِعُ عَشَرَ

اسْتَفْلَى ، وَطَرَفَهُ مَنَعِدَانِ تَحْتَ الْعَرْشِ ، وَيَقَالُ : الْأَرْضُ الشَّقْنَى ^(١) عَقْدٌ بَيْنَ قَرْنَيْ الثَّوْرِ وَيَقَالُ : بِنِ عَلَى ظَهْرِهِ . وَاسْمُهُ بِهِمُوثٌ ، يَأْتُرُونَ أَنَّهُمَا تُزَلُّ أَهْلُ الْجَنَّةِ ، فَيَتَشَتَّعُونَ مِنْ رَائِدِ تَكْيِدِ الْحَوِثِ وَرَأْسِ الثَّوْرِ ، وَأُحْيِيَتْ بِأَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَلَامٍ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ : عَلَى مَا الْحَوِثُ ؟ قَالَ : «عَلَى مَاءٍ أَسْوَدَ ، وَمَا أَخَذَ مِنْهُ الْحَوِثُ ، لَا كَمَا أَخَذَ حَوِثٌ مِنْ حَيْثَانِكُمْ مِنْ بَحْرِ مِنْ هَذِهِ الْبَحَارِ» . وَخَدَّثْتُ أَدِيبِي ^(٢) تَعْلَلُ إِلَى الْحَوِثِ مَعْظُمٌ ^(٣) لَهُ نَفْسُهُ ، وَقَالَ : لَيْسَ خَلْقٌ بِأَعْظَمَ مِنْكَ عَزًّا ^(٤) وَلَا أَقْوَى . فَوَجَدَ الْحَوِثُ فِي نَفْسِهِ فَتَحَرَّكَ ، فَمِنْهُ تَكُونُ الزُّلْزَلَةُ إِذَا تَحَرَّكَ ، فَبَيَّتَ اللَّهُ حَوِثٌ صَغِيرًا فَأَسْكَنَهُ فِي أُذُنِهِ ، فِذَا ذَهَبَ يَتَحَرَّكَ تَحَرَّكَ الَّذِي فِي أُذُنِهِ ، فَسَكَنَ . وَأَخْرَجَ عَبْدُ بْنُ حَمِيدٍ ، وَابْنُ جَرِيرٍ ، وَابْنُ الصَّرَفِيسِ ، مِنْ طَرِيقِ مُجَاهِدٍ ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ : ﴿وَمِنَ الْأَرْضِ يَتَلَهَّنَ﴾ . قَالَ : لَوْ خَدَّثْتُكُمْ بِتَفْسِيرِهَا لَكَفَرْتُمْ ، وَكَفَرْتُمْ تَكْدِيْتُكُمْ بِهَا ^(٥) .

وَأَخْرَجَ ابْنُ جَرِيرٍ ، وَابْنُ أَبِي حَاتِمٍ ، وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ ، وَابْنُ بَيْهَقٍ فِي «شُعَبِ الْإِيمَانِ» وَفِي «الْأَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ» ، مِنْ طَرِيقِ أَبِي الصُّخَيْ ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ : ﴿وَمِنَ الْأَرْضِ يَتَلَهَّنَ﴾ . قَالَ : سَبْعُ أَرْضِينَ ، فِي كُلِّ أَرْضٍ سَبْعُ كَتَبِيكُم ، وَأَدَمُ كَادَمٌ ، وَنُوحٌ كَنُوحٍ ، وَإِبْرَاهِيمُ كِبْرَاهِيمَ ، وَعِيسَى كَعِيسَى . قَالَ ابْنُ بَيْهَقٍ : إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ ، وَلَكِنَّهُ شَادُّ بِمَرَّةٍ ، لَا أَعْلَمُ لِأَبِي الصُّخَيْ عَلَيْهِ مُتَابِقًا ^(٥) .

(١) م : «عَلَى عَمَدٍ مِنْ» .

(٢) (٢ - ٢) فِي الْأَصْلِ ، ص ، ل ، ا ، ن : «يَقْتُلُ إِلَى الْحَوِثِ مَعْظُمٌ» .

(٣) سَمَطٌ مِنْ : ف ، ا ، وَفِي ح ، ا ، م ، ا : «عَلَى» .

(٤) ابْنُ جَرِيرٍ ٧٨ / ٢٣ .

(٥) ابْنُ جَرِيرٍ ٧٨ / ٢٣ ، وَالْحَاكِمُ ٤٩٣ / ٢ ، وَابْنُ بَيْهَقٍ فِي الْأَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ (٨٣٢) ، وَقَالَ ابْنُ كَثِيرٍ . =

الجزء الخامس

—•••—

من ارشاد الساري لشرح صحيح البخاري

للمعلمة الفسطلاني

تفصلاً القيمة آمين

(وجه المشقة صحيح الامام مسلم وشرح الامام النووي عليه)

(الطبعة لاسنة)

بالطبعة الكبرى الاميرية بيولاومصر المحمية

سنة ١٣٠١

محررة

فقل على المروة كما فعل على الصفا حتى اذا كانت طواف على المروة فقل (٣٠٥) ان المروة من امرى ما استدرت

لم أسق احدى وجهها مرة من
كان معكم ليس معطى فقل
وليس لها مرة فقل من مالك
ابن حنبل فقال يا رسول الله انما
هذا ام لا فقل يا رسول الله على
الله عليه وسلم اصابعه احق
الاخرى وقال دخلت امرأتى الحج
مرتين لابل لا بد وقد علم على من
النبي صلى الله عليه وسلم
فوجد فاطمة عن حل وبست نيا
صبيهاوا كفتها انكر ذلك عليها

هذا مذهب النعماني وهو اقله وعن
مالك فحين ترأى الى النبي صلى
موضع رواتن احدها كذا كذا
والثانية فقل عليه اعادته (قوله
فقل على المروة كما فعل على الصفا)
فيه ليس عليها من كذا كذا
والرق مثل ما ليس على الصفا وهذا
متفق عليه قوله حتى اذا كانت آخر
طواف على المروة (بعدد لاله للذهب
الشافعي والجمهور ان الذهب من
الصفا الى المروة يتسبب مرة
والرجوع عن المروة الى الصفا ثالثة
والرجوع الى المروة ثالثة فوهكذا
فيكون ابتداء السبع من الصفا
واخرها بالمروة وقال ابن بنت
الشافعي وابو بكر السمعاني من
اصحابنا يجب الذهاب الى المروة
والرجوع الى الصفا مرة واحدة
فيقع آخر السبع في الصفا وهذا
الحديث الصحيح روى عليه كل ذلك
عمل المسلمين على تعاقب الزمان
والله اعلم (قوله فقل من مالك
ابن حنبل فقال يا رسول الله انما
هذا ام لا) (الح) هذا الحديث شحيح
شرحه واصحافي آخر الباب الذي
قبله هنا وبضم يضم الجسيم
وبضم السين المجهول فضعه كره

فانه يدل على انهم ما يحول لاجل المروة ورفقهم لا مع من والله ادا كان ما يدونه رقية الا ترى
ما قدرى من الحيوان ما لا ينسب لطافته الا بالناسم لا يجمع ذلك من التوابع غالب ما وجد الجس
في مواضع الصافات والخصائص والشوش والمراد كثير من اهل الصلوات والذبح المظهرين
لله وهدوا عبادة على غير الوجه انشروا يا ورون المواضع التي اصابها النبي عن الصلاة في اجمع
لهم فيها بعض مكانات لان الشياطين تنزل عليهم فيها وتعلمهم بعض الامور كما اطلب
الكهان وكما كانت تدخل في الاصنام وتكلم بما بها من خفاف هل هم مكلفون بذهب المشوية
الى انهم مضطرون الى اداء المهر وليسوا مكلفين والذى عليه الجمهور انهم مكلفون بمطويات منابون
على الطاعات معاقبون على المعاصي (أوله) مروى عن (نعمان بن عبد الله) والانس الى انكم رسل
مكم) في موضع رفع مفعول من (يخضعون عليكم آياتي في قوله عما يعملون) ومقتضى لا يذرى
قوله عما يعملون وقال الآية ويحتمل ان تكون يضيئون صفة تامة لربل وان تكون في موضع
نصب على الخاف وصاحبها رسل وان كان انكره تصحيحه بالوصف او الضمير المستقيم في مكم وزعم
انرا ان في الآية حذف مضاف الى الم يأتكم رسل من احدكم يعني من جنس الانس كقوله
تعالى يخرج منهم الاول والآخرين وان يخرج جان من الم فالتقدير يخرج من احداهما وانما يحتاج
الى ذلك لان رسل عندهم مخصصة بالانس يعني انه يعتقد ان الله ما رسل للناس رسولا منهم بل اعاد
ارسل اليهم الانس ولم يرسل من الجن الا بواسطة رسالة الانس اقوله انه الى قولهم مذبذب
وعلى هذا فلا يحتاج الى تقدير مضاف وان قلنا ان رسل الجن من الانس لانه يطلق عليهم
رسل مجازا لاصحوا رسلهم ورسلا بواسطة رسالة الانس والاجماع على ان نبي صلى الله عليه وسلم
مبعوث الى الثقلين الجن والانس وتسلم قوم منهم المصانة وقالوا بعثنا الى كل من التقلب رسل
منهم وان الله تعالى ارسل الى الجن رسولا منهم امه يوسف قال ابن جرير وما الذين قالوا يقول
الضلالة فليسهم قالوا ان الله تعالى اخبر ان من الجن رسلا رسلا وان يكون حميرة
عن رسل الجن يعني انهم رسل الانس جازان يكون خبر عن رسل الانس حتى انهم رسل الجن
قالوا وفي هذا المعنى ما يدل على ان الخبرين جميعا معنى الخبر عنهم انهم رسل الله تعالى
لان ذلك هو المعروف في الخطاب دون غيره قال في الاكام ويدل على انه حديث اس
عيسى عند الخاكم قال ومن الارض مثلهم فالسبع ارضين في كل ارض نبي كيتكم وآدم
كا تمكم ونوح ككنو حكم و ابراهيم كابرهم كهم وعيسى كعيسى كهم قال الله تعالى اسناد
حسن وله شاهد عندنا كما ايضا عن ابن عباس قال في قوله سبع حيوات من الارض مثلهم
قال في كل ارض نحو ابراهيم صلى الله عليه وسلم قال الله تعالى حديث على شرط الشريعة رجاله
أفتواذا اتفروا منهم مكلفون بهم مكافون بالتوحيد واركب الاسلام واعلم ان السبع الفروع
ما حلقها الملائكة من النبي عن الرود والعظم وانهم ما زاد الجن واختلافهم يثابون
على الطاعات فروي ابن ابي اسلم بن ابي سلمة قال ثواب الجن ان يجاروا من النار ثم يقال
لهم كونوا زبانا وروى عن ابي حنيفة نحوه وذهب الجمهور وهو مذهب الاثنية الثلاثة أنهم
يثابون على الطاعة وعن مالك انه استدلل على أن عليهم العقاب ولهم الثواب بقوله تعالى
ولن خاف مقام ربه بستان ثم قال عباى آلا ربك تكديان والخطاب للانس وليس فاذنبت ان
فيهم مؤمنين والمؤمن من شأنه أن يخاف مقام ربه ثبت لطلوعه وهل يدخلون الجنة كالانس
والجمهور على انهم يدخلون لولايا كلون في اولابشرون بن بلهمون التسبيح والتقدس وحكمه
الكمال الذي عني مجاهد واستغفبه وقال الطبري النعماني راعهم فيها لولا يروا عكس ما رواه النعماني

(٣٩) فسطان (طبري) الجمهورى وغيره (قوله فوجد فاطمة عن حل وبست نيا صبيهاوا كفتها انكر ذلك عليها)

النَّبَدُ لِلنَّبِيِّ خَاتَمِهِ

شَرْحُ بُلُوغِ الْمَرَامِ

لِلإِمَامِ الْفَاضِلِ الْحُسَيْنِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ الْمَغْرِبِيِّ
(١٠٤٨ هـ - ١١١٩ هـ)

تَحْقِيقُ

عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الزَّيْنِ

عَمَلُ هَيْئَةِ التَّدْرِيسِ بِعَامَّةِ الْإِمَامِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعُودٍ الْإِسْلَامِيَّةِ

قَدَّمَ لَهُ

فَضِيلَةُ السَّيْفِ صَالِحُ بْنُ مُحَمَّدٍ اللَّحْمِيَانِ

رَئِيسُ مَجْلِسِ الْفَقَاءِ الْأَعْلَى

الْجُزْءُ الثَّالِثُ

المسبح لها سكن فروى البيهقي^(١) عن أبي الصبحي عن ابن عباس أنه قال :
في قوله ﴿وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ﴾^(٢) قال : «سبع أرضين في كل أرض نبي
كنبيكم وآدم كآدمكم ونوح كنوحكم وإبراهيم كإبراهيمكم وعيسى
كعيساكم»^(٣).

ثم قال : إسناده هذا الحديث عن ابن عباس صحيح ، غير أنني لا أعلم
لأبي الصبحي متابعاً .

و«حنيفاً» : قال الأكثرون معناه مائلاً إلى الدين الحق وهو الإسلام ،
والحنيف^(ب) : الميل ويكون في الخير والشر ، وقيل المراد بالحنيف هنا
المستقيم ، قاله الأزهرى وغيره .

وقال أبو عبيد : الحنيفية عند العرب : من كان على دين إبراهيم .

وقوله «وما أنا من المشركين» بيان للحنيف وإيضاح لمعناه ، والمشرك
يطلق على كل كافر من عابد وثن وغيره .

وقوله^(ج) : «إن صلاتي ونسكي» : النسك : العبادة^(٤) وكل ما يتقرب

١١٦ ب به إلى الله تعالى ، وهو من عطف / العام على الخاص ، والنسكة في

(أ) في هـ : كعيساكم .

(ب) في جـ : والحنيف .

(ج) في هـ : وكقوله .

(١) الأسماء والصفات ٣٨٩ - ٣٩٠ قال البيهقي : إسناده الحديث عن ابن عباس - رضي الله

عنه - صحيح ، وهو شاذ بمرّة ولا أعلم لأبي الصبحي عليه متابعاً .

وقال ابن كثير وقال - وهو محمول إن صح نقله عنه أنه أخذ ابن عباس من الإسرائيليات ،
البدية والنهاية ٢١٧١ .

(٢) الآية ، ١٢ من سورة العلق .

(٣) النهاية ٤٨/٥ .

رحمة الله عليه
مكتبة الشيخ عبد القادر الجيلاني

مكتبة دار البيت الحكيم

كتاب

الفتاوى الحلائية

الشيخ الاسلام الشيخ شهاب الدين ابو العباس

المخدوم محمد بن محمد بن علي بن محمد الهنسي

(١٠٦٠-١١٧٤ هـ)

مختار ومختصر

السيد الشريف الاستاذ الدكتور محمد فاضل جيلاني

الحسيني الحسيني الشيلاني الحميري

مركز جيلاني للدراسات العلمية والطبية والنشر

الطبعة الأولى

وفي حديث عند ابن عدي: «أَنَّ نَهْيَ عَنِ الْبَوْلِ فِي الْقَرْعِ» بفتح القاف والزاي والعين المهملة وهو: البياض المتخلل بين الزرع. وَقَالَ: «أَنَّ مَسَاكِنَ الْحَرِّ». والحق أَنَّ الْجِنَّ مَكْلَفُونَ؛ فقد حكى الفخر الرازي وغيره الإجماع عليه. قال العزيز جماعة: وهم كالملائكة مكلفون من أول العطرة. وجمهور الحلف والسلف أَنَّ لم يكن منهم رسول ولا نبي خلافاً للضحاك.

ومعنى «رُسُلٌ يَكُفُّونَ» [لعمد ١٣٠] أي: من مجموعكم، وهم الإيس، أو المراد بهم رسل الرسل فلا يدل^(١) لما قاله الضحاك ما ضُغِّعَ عن ابن عباس رضي الله عنهما أَنَّ قال في قوله تعالى: «وَمِنَ الْأَرْضِ يَنْهَوْنَ» [الحلاو ١٢] قال: سمع أرسين في كل أرض نبي كنبيكم، وآدم كأدمكم، ونوح كنوح، وإبراهيم كإبراهيم، وعيسى كعيسى. وذلك لأن التشبيه في مطلق النذارة بمعنى أَنَّ قوماً من الجن معهم في الأرض فسمعوا كلام رَسُولِ اللَّهِ ﷺ للإنسيين، وعادوا إلى قوم من الجن فأبذروهم للحج^(٢) فأروا حية تنشق عن الطريق، أبيض يفتح منه ريح المسك، فتحلف نفصهم عندها إلى أَنَّ ماتت، فكفها ودفنها ثُمَّ أدرك أصحابه، فحاءهم أربعة نسوة من جهة المغرب، فقالت واحدة: أيكم دفن عمر؟ قلنا وَمَنْ عمر؟ قالت: أيكم دفن الحية؟ قلتُ: أنا، قالت: أما والله لقد دفنت صواماً قواماً، يأمر بما أمر الله، ولقد آمن سيكم وسمع صفته في السماء قبل أن يبعث بأربعمئة سنة، فحمدنا الله ثُمَّ قضينا حجنا، ثُمَّ مررت بعمر بن الخطاب رضي الله عنه بالمدينة فأسأته بأمر الحية فقال: صدقت سمعت رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يقول: «لقد آمن قبل أن أبعث بأربعمئة سنة»^(٣)

وأخرج ابن أبي الدنيا: أَنَّ حاطب بن أبي بلتعة رضي الله عنه رأى حية فأحمر النبي ﷺ فقال: «ذلك عمرو بن الهوماية»^(٤)، وأعد نصيب، لقيه محضر بن حوشن البصري فقتله. «الحدث»^(٥) وحاء من عدة طرق يبلغ بها درحة الحس. «إِنْ هَامَ

(١) في (ح): مما يدل

(٢) هكذا في النسخ دون مقدمة للكلام

(٣) دلائل النبوة، أبو نعيم [٢٩٨/٢] برقم: ٢٥٠

(٤) عند ابن أبي الدنيا: «الحرماية».

(٥) الهوائف، ابن أبي الدنيا [٥٩/٥٩] برقم: ٧٤

فتح البصائر في مقام القرآن

تفسير تلخيصي لأثر في خال من الأسرار السليمانية الجديدة المنهجية والكلامية
يفني عن جميع التفسيرات ولا تغني غيرها عنه

تأليف

السيد الإمام العلامة الملك المؤيد صاحب الدار
أبي الطيب حبيب بن حسن بن علي الفقيه القنبري النجاشي
"١٢٤٨-١٣٠٧ هـ"

معي بطبعة وقدم له وراجعته

غلام العلم

عبد الله بن إبراهيم الأنصاري

الجزء الرابع عشر

المكتبة العصرية
مستودع جديد

يشاهدون السماء وأن الله خلق لهم صياء يشاهدونه ، قال ابن عدل : وهذا قول من جعل الأرض كروية .

وعن ابن عباس أنها سعة أرض مسطحة ليس بعضها فوق بعض تفرق بينها البحار ، وتطل جميعها السماء حكاه الكلبي عن أبي صالح عنه ، فعلى هذا إن كان لقوم منهم وصول إلى أرض أخرى احتمل أن تدرمهم دعوة الإسلام لإمكان الوصول إليهم ، واحتمل أن لا تدرمهم لأنها لو لدرمهم لكان النصر بها وارداً ، ولكن النبي صلى الله عليه وسلم بها مأموراً ذكره الخطيب في تفسيره ، وقال بعض العلماء : السماء في اللغة عبارة عما علاك فلاولى بالنسبة إلى السماء الثابتة أرض وكذلك السماء لثابتة بالنسبة إلى السماء الثالثة أرض ، وكذا النقية بالنسبة إلى ما تحته سماء ، وبالنسبة إلى ما فوقه أرض ، فعلى هذا تكون السموات السبع وهذه الأرض الواحدة سبع سموات وسبع أرضين انتهى .

« وعن ابن عباس أنه قال له رجل : يا الله الذي خلق سبع سموات ومن الأرض مثلهن » إلى آخر السورة ، فقال ابن عباس : ما يؤمك أن أحركها فتكفر ؟ » أخرجه عبد بن حميد وابن المنذر عن طريق سعيد بن جبير

« وعنه في قوله : ومن الأرض مثلهن قال : سبع أرضين في كل أرض نبي كنيتكم وأدم كآدم ونوح كنوح وإبراهيم كإبراهيم وعيسى كعيسى » أخرجه ابن جرير وابن أبي حاتم والحاكم وصححه والبيهقي في الشعب عن طريق أبي الضحى ، قال البيهقي : هذا إسناد صحيح ، وهو شاذ بكرة لا أعلم لأبي الضحى عليه متابعا .

« وعنه قال : في كل أرض مثل إبراهيم ونحو ما على الأرض من الخلق » أخرجه ابن جرير لطبري عن طريق شعبة عن عمرو بن مرة عن أبي الضحى قال الحافظ في الفتح : هكذا أخرجه مختصراً وإسناده صحيح .

تذکرہ خانات

تحقیقات

مفت محمد عبد المجید خاں
پیشوا

جلد اول صفحہ ۲۳۶، جلد دوم صفحہ ۹۱، ۲۰۷، صفحہ ۳۲۳، ۳۳۵، جلد سوم صفحہ ۲۵۳، ۲۵۵، ۲۵۷، ۲۸۱، ۲۹۳، جلد چہارم صفحہ ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، مقالات کاظمی جلد اول صفحہ ۵۴۔
 نیز علامہ سید یوسف ہاشم رفاہی مدظلہ آف کویت نے ادلة اہل السنة و
 الجماعة صفحہ ۶۲ طبع کویت مطبوعہ ۱۳۰۴ھ اور علامہ ابو حاجر محمد السعید زغلول سے
 موسوعة اطراف الحديث النبوی جلد چہارم صفحہ ۳۶ میں بھی اس سے استناد فرمایا ہے۔
 علاوہ ازیں امیر جزیرہ اندوین مقتدا، اہل سنت صاحب علم الصیغہ حضرت مفتی
 عنایت احمد کاکوروی نے بھی ”تواریخ حبیب اللہ“ میں اس سے استناد کیا ہے۔
 نیز علامہ عبدالحی لکھنوی قدس سرہ الآثار المرفوعہ صفحہ ۳۳، ۳۴، میں فرمایا: ”قد
 ثبت من رواية عبد الرزاق النخ“ نیز معارج النبوة جلد اول صفحہ ۳۳۹ طبع لاہور۔
 دلیل نمبر ۱۲:- (اول ما خلق اللہ نوری)

بے شمار اکابر ائمہ و علماء نے اول ما خلق اللہ نوری کے الفاظ کو حدیث نبوی
 کے طور پر بیان فرمایا اور اس سے استناد کیا اور بعض نے اس کے صحیح ہونے کی تصریح بھی
 فرمائی ہے جیسے محقق علی الاطلاق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم نے مدارج
 النبوة وغیرہ میں حیث قال: ”در حدیث صحیح وارد شدہ است“ اول ما خلق اللہ نوری“

ان ائمہ و علماء میں سے بعض کے اسماء گرامی

حضور غوث اعظم، شیخ اکبر، شیخ عبدالکریم جلی، علامہ قاسی، علامہ زرقانی علامہ عجلونی
 علامہ شعرانی، علامہ علی القاری، علامہ جامی، علامہ دیار بکری، علامہ حقی علامہ کاشفی
 علامہ نیشاپوری، شیخ مجدد الف ثانی، علامہ ابن الحاج، علامہ نبہانی، شیخ نصر الملہ
 والدین چراغ دہلوی، علامہ مفتی عنایت احمد کاکوروی، مجدد ملت اعلیٰ حضرت، شیخ احمد
 عابدین، شیخ علی زادہ، شاہ عبدالرحیم، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حضرت امیر ملت
 علامہ عبدالحی لکھنوی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

حوالہ کے لیے ملاحظہ ہو: مدارج النبوة جلد اول صفحہ ۲، جلد دوم صفحہ ۲، کشف الخفاء
 جلد اول صفحہ ۲۶۵، موضوعات کبیر صفحہ ۹۹، مرقاة جلد اول صفحہ ۱۲۰، شرح

كِتَابُ الْأَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ

تَأَلِيفُ
الإمام الحافظ
أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي
المولود سنة ٢٨٤ هـ والمتوفى سنة ٤٥٨ هـ رحمه الله

حَقَّقَهُ وَخَرَّجَ أَحَادِيثَهُ وَعَلَّقَ عَلَيْهِ
عبد الله بن محمد السخاوي

قَدَّمَ لَهُ
فضيلة الشيخ مقبل بن هادي الوادعي

المجلد الثاني

مكتبة السوادى للتوزيع

(٨٣٢) وأخبرنا أبو عبد الله الحافظ أنا عبد الرحمن بن الحسن القاضي ثنا إبراهيم بن الحسين ثنا آدم بن أبي إياس ثنا شعبة عن عمرو بن مرة عن أبي الضحى عن ابن عباس رضي الله عنهما في قوله عز وجل: ﴿لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ﴾ قال في كل أرض نحو إبراهيم عليه السلام. إسناده هذا عن ابن عباس رضي الله عنهما صحيح، وهو شاذ بمرة، لا أعلم لأبي الضحى عليه متابعا والله أعلم.

(٨٣٣) أخبرنا أبو زكريا بن أبي إسحاق أنا أبو عبد الله بن يعقوب ثنا محمد ابن عبد الوهاب أنا جعفر بن عون أنا أسامة بن زيد عن معاذ بن عبد الله بن خبيب قال: رأيت ابن عباس رضي الله عنهما يسأل تبيعا هل سمعت كعبا يذكر السحاب

(٨٣٢) إسناده صحيح:

عبد الرحمن بن الحسن القاضي وإبراهيم بن الحسين تقدما برقم (٤٩) وبقي رجاله كلهم ثقات معروفون، وأخرجه الحاكم في المستدرک ٤٩٣/٢ بهذا الإسناد وقال: صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه اهـ. وأخرجه ابن جرير ١٥٣/٢٨ قال حدثني عمرو بن علي ومحمد بن المنذر قالوا: حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبة به، وذكره السيوطي في الدر المنثور ٢٣٨/٦ وزاد نسبه لابن أبي حاتم والبيهقي في شعب الإيمان، وذكره أيضا في تدریب الروي في باب الشاذ ٢٣٣/١ وقال: «ولم أزل أتعجب من تصحيح الحاكم له حتى رأيت البيهقي قال: «إسناده صحيح ولكنه شاذ بمرة» اهـ. وقال الحافظ ابن كثير في البداية والنهاية ٢١/١ بعد أن عزاه إلى الأسماء والصفات: «وهو محمول إن صح نقله عنه على أنه أخذه ابن عباس رضي الله عنه عن الأسراليات والله أعلم» اهـ.

(٨٣٣) في سننه ضعف:

أبو زكريا بن أبي إسحاق وشيخه وشيخه تقدموا برقم (٣٢) وجعفر بن عون هو الهروي ثقة من رجال الشيخين وأسامة بن زيد هو الليثي مختلف فيه وهو إلى الضعف أقرب، ومعاذ بن عبد الله بن خبيب ثقة مترجم في التهذيب، وتبيع هو الحميري ابن امرأة كعب الأحمار، قال الحافظ في الترهيب: «صدوق عالم بالكاتب القديمة» اهـ.

(٨٣٠) أخبرنا أبو عبد الله الحافظ ثنا أبو العباس هو الأصم ثنا العباس بن محمد ثنا يحيى بن معين ثنا علي بن ثابت ثنا القاسم بن سلمان قال سمعت الشعبي يقول: إن لله عبادة من وراء الأندلس كما بيننا وبين الأندلس ما يرون أن الله عز وجل عصاه مخلوق يضرضهم الدر والياقوت، وجبالهم الذهب والفضة، لا يحرقون ولا يزرعون ولا يعملون عملاً، لهم شجر على أبوابهم لها ثمر هي طعامهم وشجر لها أوراق عراض هي لباسهم.

(٨٣١) أخبرنا أبو عبد الله الحافظ أنا أحمد بن يعقوب الثقفي ثنا عبيد بن غنام الشعبي أنا علي بن حكيم ثنا شريك عن عطاء بن السائب عن أبي الضحى عن ابن عباس رضي الله عنهما أنه قال: ﴿اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ﴾ (الطلاق: ١٢) قال سبع أرضين في كل أرض نبي كنبكم، وآدم كآدم، ونوح كنوح، وإبراهيم كإبراهيم، وعيسى كعيسى.

(٨٣٠) إسناده ضعيف فيه جهالة:

أبو العباس الأصم تقدم برقم (٥) : والعباس ابن محمد هو الدوري الحافظ راوي تاريخ ابن معين عنه. وهذا الخبر فيه برقم (٢١١٧) وعلي بن ثابت شيخ ابن معين هو الجزري ثقة مترجم في التهذيب، والقاسم بن سليمان ذكره البخاري في التاريخ ١٦٥/٧ وقال: «سمع الشعبي روى عنه علي بن ثابت» اهـ. ولم يزد على هذا فهو مجهول، والله أعلم.

(٨٣١) إسناده ضعيف

أحمد بن يعقوب الثقفي لم أقف على ترجمته، وعبيد بن غنام ثقة تقدم تحت الحديث رقم (٢١٢) وعلي بن حكيم هو الأودي ثقة من رجال مسلم، وشريك هو ابن عبد الله القاضي ضعيف، وعطاء بن السائب مختلط، والأثر أخرجه الحاكم في المستدرک ٤٩٣/٢ وقال: صحيح الإسناد ولم يخرجه اهـ وفيه تساهل وانظر ما بعده.